Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
November 16, 2025

Social Upbringing of Children and the Role of Parents: Study in the Light of Islamic Teachings

اطفال کی معاشرتی تربیت اور والدین کا کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Naimat Ullah Khan
Ph.D Scholar, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: naimatmphil@gmail.com

Najeeb Ullah Khan
Lecturer, The University of Faisalabad
Email: najeebkhan15038@gmail.com

Robina Iqbal
Ph.D Scholar, Islamic Studies, Government College University Faisalabad
Email: rub.iqbal2025@outlook.com

Abstract

Child traning is a comprehensive and multidimensional process that forms the foundation of a child's personality, character, and social behavior. Islam does not confine this training to the domestic sphere alone but emphasizes the importance of manners and conduct outside the home as well. When a child steps into the broader society, he or she is influenced by various social environments, companionships, gatherings, and public interactions. Therefore, it becomes the responsibility of parents and guardians to guide children in accordance with Islamic principles during this external engagements.According to Islamic teachings; children must be nurtured with values such as truthfulness, humility, and respect for elders, cooperation, and justice so that they grow into useful and dignified members of society. The teachings of the Prophet Muhammad ﷺ provide clear principles regarding children's companionship, interactions, travel, and social relations, all aimed at protecting them from negative influences and fostering a positive moral character. Islamic scholars have also emphasized that parents should train their children to choose good friends, maintain moderation in social activities, and exhibit Islamic manners in every situation.This study concludes that when parents guide their children according to the etiquettes prescribed for behavior outside the home, they not only help them build a respectable individual character but also contribute to the establishment of a peaceful, respectful, and cooperative society. Thus, the ultimate aim of Islamic upbringing is not merely moral development but the creation of a righteous and balanced social order.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
November 16, 2025

Keywords: Parental Guidance ,Social Etiquette, Moral Development, Character Building, Islamic Education

تعارف

ہر کسی کی بنیاد اور محور ایک ہی ہے جس پر یہ سب نظام گھوم رہا ہے اور وہ معاشرہ ہے۔گھر سے باہر نکلتے ہی جو اثرات وقوع پزیر ہوتے ہیں وہ معاشرہ کے ہی ہیں۔بیرون خانہ ملحوظ رکھے جانے والے عوامل میں وہ عوامل شامل ہیں جو گھر سے باہر معاشرہ میں بچے کی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔بچوں کی تربیت پر گھر سے باہر جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم اور اثرانداز ہونے والا عمل بچوں کا دیگر بچوں یا بڑوں کے ساتھ تعلقات کا ہونا ہے۔معاشرہ، معاشرتی ماحول اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔معاشرتی اثرات جیسے محلے کا ماحول، دوستوں کی صحبت اور عمومی معاشرتی رویے بچے کی شخصیت اور اخلاقی نشوونما پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان سب چیزوں میں جو اہم اور سب سے زیادہ اثرانداز ہونے والے عناصر ہیں ان کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچے کی صحبت، سفر، مجالس، دعوتوں میں شرکت، معاشرتی برتاؤ، ہمسائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات یہ وہ تمام پہلو اُس کی اخلاقی و سماجی شخصیت کے خدوخال طے کرتے ہیں۔اگر والدین ان تمام میدانوں میں رہنمائی فراہم کریں تو بچہ معاشرے کا ایک صالح، مہذب، اور متوازن فرد بنتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے جہاں والدین کو بچوں کے حقوق کی تعلیم دی ہے وہیں بچوں کو بھی سماجی آداب، ہمسائیگی، میل جول اور دوسروں کے احترام کے بارے میں واضح ہدایات دی ہیں۔یہی تعلیمات اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ ایک اسلامی معاشرہ امن، محبت اور باہمی احترام پر قائم ہو۔لہٰذا ضروری ہے کہ والدین بچوں کو دینی و دنیاوی تعلیم کے ساتھ اسلامی آدابِ معاشرت بھی سکھائیں تاکہ وہ اپنی ذات، خاندان اور معاشرے کے لیے باعثِ خیر و برکت بن سکیں۔یہی وہ جامع تربیت ہے جو ایک مضبوط امت اور مہذب معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

1۔ صحبت

گھر اور باہر دونوں جگہ بچوں کی تربیت والدین کے لیے ایک انتہائی ضروری عمل ہیں لیکن اس سے بھی آہم کام معاشرے میں بچوں کے رہن سہن اور تعلقات کے حوالہ سے بچوں کی تربیت والدین کے لیے ایک مشکل ترین عمل ہوتا ہے۔اس کے لیے والدین کو بچوں پر بہت زیادہ توجہ دینی پڑتی ہیں۔بچے جب گھر سے باہر نکلنا شروع ہوتے ہیں تو پہلے مرحلے میں وہ اپنے ہم عمر بچوں سے مانوس ہوتے ہیں اور ان سے دوستی لگا کر زیادہ وقت ان کے

ساتھ ہی گزارتے ہیں۔والدین سب سے پہلے اپنے بچوں کی صحبت پر توجہ دیں اور اگر کسی قسم کی کمی بیشی دیکھیں تو ان کی اصلاح کریں۔والدین کا بچوں کی صحبت پر نظر رکھنے کے حوالہ سے سراج الدین ندوی لکھتے ہیں کہ :

"بچہ جب گھر کے ماحول سے باہر کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کے کردار پر سب سے زیادہ اثر اپنے ہم ساتھیوں کا پڑتا ہے۔ساتھیوں کی ذہنیت اور پسندیدگی و ناپسندیدگی کا معیار ان کے رجحانات و میلانات بچے پر ضرور اثر ڈالتے ہیں۔اپنے ہم عمروں ہی سے بچہ مختلف عادات واطوار سیکھتا ہے۔"١؎

معاشرے میں گھر سے باہر بچوں کے جو دوست بنتے ہیں وہ بچوں کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔جو ابتدائی عمر کے ساتھی ہوتے ہیں وہ مستقل ساتھی بن کر ساری زندگی تعلق میں رہتے ہیں۔اس میں دوست اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی تو والدین کا بچوں کی نگرانی کرنا ان کی تربیت کے لیے بہت ضروری ہے۔بچوں کا چال چلن، صحبت اور معاشرہ میں تعلقات کے رجحانات دیکھنے ہوتے ہیں۔اگر ان کی صحبت اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے تو ان کی تربیت معاشرتی لحاظ سے بہتر ہو رہی ہے اور اگر اس کے برعکس صورت حال ہے تو اس کے لیے والدین بچوں کی اصلاح کریں اور بُری عادات اور بُرے لوگوں سے بچائیں۔

بچے کو ہر طرح کے ساتھیوں سے واسطہ پڑتا ہے لیکن سب سے زیادہ قربت ان کے ساتھ ہوتی ہے جو اس کے ہم عمر ہوتے ہیں۔جب اس کے ہم عمر ساتھی اس کے ساتھ وقت گزارتے ہیں تو اس صورت میں وہ بچہ ان ساتھیوں کے رجحانات اور پسند و ناپسند کو دیکھتا ہے اور یہ سب چیزیں اس پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔بچے ایک دوسرے کی عادتوں کو اپناتے ہیں اور ان عادتوں میں اچھی اور بُری دونوں عادتیں شامل ہوتی ہیں۔بچے اپنے رجحانات کو دیکھتے ہوئے عادات واطوار کو اپناتے ہیں۔حدیث میں دوستوں اور ان کی صحبت سے متعلق یوں بیان کیا گیا ہے :

''قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ۔''٢؎

قریبی ساتھی جو دوست بھی ہوتا ہے اس کے ساتھ تعلق اسلامی تعلیمات میں بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دوست کا ایمان ہی دوسرے دوست کی اچھائی اور بُرائی پر منحصر ہے۔اس لیے والدین اس اہم معاملہ میں بچے کی راہنمائی کریں کہ اسکی صحبت نیک اور اچھائی کی طرف بلانے والے ساتھیوں کے ساتھ ہو۔بچے کی پہچان اس کی صحبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔اگر اس کی صحبت بُرے لوگوں کے ساتھ ہو گی تو وہ بُرے لوگوں میں شمار ہو گا اور اس کے برعکس اگر اس کی صحبت نیک اور اچھے لوگوں کے ساتھ ہو گی تو وہ خود بھی نیک اور اچھے لوگوں میں گنا جائے گا۔

2۔راستے اور سواری کے آداب

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
November 16, 2025

موجودہ دور میں اللہ نے انسانوں کو بہت زیادہ سہولتوں سے نوازا ہوا ہے۔ جب بھی کہیں سفر کرنے کا ارادہ ہو تو انسان بڑی ہی آسانی سے لمبے سے لمبا سفر طے کر لیتا ہے۔ والدین بچوں کو موجودہ دور میں میسر سفر کی سہولیات کو سامنے رکھ کر ماضی کی سفری مشکلات سے واقف کرائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بچے موجودہ دور میں ان آسانیوں کی قدر و قیمت سے بھی واقف ہوں گے اور ان سب سہولتوں کی اہمیت بھی اجاگر ہوگی۔ بچوں کو چاہیے کہ جب بھی وہ کسی سفر کا انتخاب کریں اور سواری پر بیٹھیں تو بسم اللہ سے آغاز کریں۔ بسم اللہ کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں مختلف دعائیں بھی ملتی ہیں جنہیں سفر کے آغاز پر پڑھا جاتا ہے۔ سفر سے متعلق قرآن مجید میں دعایوں بتائی گئی ہے:

﴿ سُبۡحَٰنَ ٱلَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقۡرِنِينَ ١٣ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ١٤ ﴾[۳]۔

اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہی ہے جس نے انسانوں کے لیے سواریوں کو ان کے مطیع کر دیا اور انہیں قابو میں لانے والوں میں شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسانات بندے کو یاد کراتا ہے کہ جب وہ کسی بھی سواری کا انتخاب کرے تو نافرمانوں میں سے نہ ہو جائے بلکہ خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنے کہ اللہ نے میرے لیے آرام دہ سواری کا انتخاب کیا۔ اسی طرح سواری پر بیٹھنے اور خدا کا شکر ادا کرنے کے طور پر اس دعا کے پڑھنے کے بعد والدین کے احکامات پر عمل کیا جائے یعنی جہاں والدین کی اجازت ہو بیٹھنے کے لیے اسی جگہ بیٹھیں۔ اگر والدین ساتھ نہ ہوں اور سکول کالج سے واپسی پر اکیلے سفر کرنا پڑے تو جو نشست مخصوص ہو اس کے علاوہ کہیں اور بیٹھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سفر بچوں کی تربیت میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سفر اور سواری کے دوران اسلامی آداب سکھائیں تاکہ وہ نہ صرف اچھے انسان بنیں بلکہ اچھے مسلمان بھی بنیں۔ سفر کے ذریعہ سے بچوں کے رجحانات کا پتا چلتا ہے کہ وہ ضروری سفر کے علاوہ کیسی جگہوں پر جانا پسند کرتے ہیں۔ جب بھی کہیں سفر کا ارادہ کریں تو بچوں سے مشورہ کریں کہ وہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایسی جگہ کے سفر کا ارادہ ظاہر کریں جو ثواب کا باعث ہو تو بچوں کی حوصلہ افزائی کریں اور اگر کسی ایسے سفر کا انتخاب کریں جو برائی کا موجب اور گناہ سرزد ہونے کا خدشہ ہو تو بچوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کریں۔ سفر کی اہمیت اور فوائد کے حوالہ سے محمد رضی الرحمن قاسمی لکھتے ہیں:

"سفر میں بچوں کے اخلاق کی خوبی اور خرابی، اسی طرح ان کی ذہانت و کند ذہنی وغیرہ کو جاننے کا اچھا موقع مل جاتا ہے۔ جس سے ان کی تربیت کرنے میں راہنمائی ملتی ہے۔ سفر سے بچوں کو خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔ سفر سے بچوں کے علم میں وسعتیں آتی ہیں۔"[۴]۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
November 16, 2025

بچوں کو سفر اور سواری کے آداب سکھانے میں سب سے اہم بات جو کہ والدین کے لیے ضروری ہوتی ہے وہ یہ کہ سفر کے دوران صفائی کا خاص خیال رکھنا ہے۔جب بھی سفر کریں تو کسی سے بھی کھانے کے لیے کچھ نہ لیں خصوصاًجب آپ کسی سے ناواقف ہوں۔اگر گاڑی میں کچھ کھائیں تو بقایا کھانااور فالتو چیزیں جیسے چھلکے وغیرہ گاڑی میں موجود مخصوص ٹوکری میں ڈالیں یااپنے پاس محفوظ رکھیں اور سفر کے اختتام پر گاڑی سے اترنے کے بعد مناسب جگہ ڈال دیں۔سفر کے دوران گاڑی سے باہر کچھ نہیں پھینکنا چاہیے کیونکہ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ پیچھے سے آتے ہوئے کسی پر باقیات گرتی ہیں تو اس صورت میں والدین کے لیے پریشانی اور شرمندگی کا موجب بنتی ہیں۔

دین اسلام راستے میں کوئی چیز پھینکنے کی بجائے اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر کہیں سے گزر ہو تو وہاں راستے میں موجود تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا چاہیے۔سفر اور سواری کے آداب بچوں کی تربیت میں بہت اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ ان کے اخلاقی اور سماجی رویوں کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اسلام میں اِن آداب کی پیروی کرنا نہ صرف ہماری روزمرہ زندگی کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ ہمیں اللہ کی رضا کے قریب بھی لے جاتا ہے۔

3۔مجالس میں شرکت

موجودہ دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ والدین بچوں کو اس بات کی تربیت کریں کہ جب وہ کہیں بیٹھیں جہاں کچھ لوگ ان کے ساتھ ہوں تو وہ کیسے اس گروہ میں اپنی تربیت ظاہر کریں۔جب گھر میں یا گھر سے باہر دوست احباب اور رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھیں گے تو ان میں کچھ عمر اور رشتے میں بڑے، کچھ چھوٹے اور کچھ آپ کے ہم عمر ہوں گے تو انکی عمر اور رشتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سلیقے سے گفتگو کریں۔جب محفل میں ایسی دنیاوی باتیں ہوں جو کہ خلافِ مزاج یا خلافِ شریعت ہوں تو بہتر عمل اس میں یہی ہوتا ہے کہ تب اپنی توجہ خدا کی طرف کرنی چاہیے۔اس کے علاوہ مجلس میں بیٹھنے کے دو اصول ارشاد احمد فاروقی یوں بیان کرتے ہیں:

"مجلس کے بارے ایک اصولی بات یہ ہے کہ مجلس میں تہذیب اور وقار کی شکل پیدا ہو یعنی مجلس میں بدتہذیبی، بے ادبی اور بدتمیزی نہ ہو۔دوسری بات یہ کہ جتنے لوگ بھی مجلس میں بیٹھیں سب کا برابر حق ہو یعنی سب کو ان کا حق دیا جائے اور ہر لحاظ سے ادب واحترام سے بات کی جائے۔"۵۔

ان باتوں کے ساتھ بچوں کو اس بات کا شعور بھی ہو کہ جب کسی محفل میں جائیں تو اپنے آپ کو درست طریقے سے وہاں پیش کرنا چاہیے۔اس بات کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ محفل میں موجود لوگ اس بات سے واقف ہو جاتے ہیں کہ آپ کس قدر سلیقہ شعار ہیں۔ محفل میں جب جائیں تو کپڑے اور جوتے محفل کی مناسبت سے ہوں اور بالوں کو بھی درست طریقے سے بنا کر جانا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے طریقے ہیں۔

محفل میں شامل ہوں تو لوگوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لیے سلام کریں لیکن اگر کسی اہم مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہو تو اس صورت میں خاموش رہیں اور جب دیکھیں کہ محفل میں موجود لوگ آپ کی طرف متوجہ ہیں تو اس وقت سلام کریں۔اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا تسلسل نہیں ٹوٹا اور وہ اپنا مسئلہ بخوبی سلجھا کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ سلام کرنے کے حوالہ سے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :

"اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے والے کو یہ چاہیے کہ وہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلہ گفتگو میں دخل اندازی نہ کرے بلکہ چاہیے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے پھر موقع سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔"٦۔

محفل میں زیادہ لوگ ہوں تو سب کو سلام دینے کی بجائے ایک ہی بار منہ سے سب کو سلام کر دینا چاہیے۔ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانے چاہیے یہ نہ ہو کہ دوسروں کے کندھوں سے پھلانگتے ہوئے کسی اور جگہ جا کر بیٹھا جائے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ اپنے بھائیوں کو جن کے اوپر سے پھلانگتے ہیں انہیں تکلیف دیتے ہیں۔ جب ان کے کندھوں پر سے گزریں گے تو آپ کا پاؤں ان کے چہرے یا کندھے پہ لگ جاتا ہے جو کہ اخلاقیات کے خلاف بات ہے۔ایسا کرنے والے شخص کو شرمندگی کا سامنا کرتا ہے اور اپنا وقار بھی کھو دیتا۔ حدیث مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لیے عذاب کی پیش گوئی کی گئی ہے جو کہ ان الفاظ میں ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ۔"٧۔

مجلس میں لوگوں گردنیں پھلانگنے والوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے اور وہ وعید جہنم کی طرف جانے والی ہے۔ایک خاص بات جو والدین بچوں کی تربیت میں انہیں ذہن نشین کرائیں کہ جب کہیں جائیں تو ضروری ہے کہ کچھ بھی ایسا کھا کر نہ جائیں جس کی بدبو سے لوگ پریشان ہوں جن میں پیاز لہسن وغیرہ شامل ہیں بلکہ اس کی جگہ ایسی خوشبو کا استعمال کیا جائے جو لوگوں کو آپ کی طرف مائل کرے۔اس سے شخصیت سازی ہوتی ہے اور محفل میں موجود شرکاء آپ کی شرکت کو پسند کریں گے۔ جب لوگوں کے درمیان بیٹھیں تو اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ پاؤں پھیلے ہوئے نہ ہوں بلکہ سمیٹ کر بیٹھیں۔

جب محفل میں بیٹھے ہوں تو کسی کی بات کو نہ کاٹیں بلکہ جو بات کر رہا ہو اسے بات پوری کرنے دیں اور جب وہ اپنی بات مکمل کر لے تو پھر آپ اپنی بات شروع کریں۔ یہ کچھ آداب ہیں جو محفل میں بیٹھنے کے لیے بچوں کو معلوم ہونے چاہیں۔اگر یہ آداب والدین بچوں کو سکھائیں گے تو اخلاقی اور دینی تربیت

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
November 16, 2025

کے ساتھ ساتھ والدین کے لیے بھی عزت کا باعث ہوں گے۔ آخر میں جب محفل سے اٹھیں تو سلام کہہ کر اٹھیں اور باہر جا کر نہ ہی کسی کی نقل اتاریں اور نہ ہی محفل میں ہونے والی راز کی باتیں کسی کو بتائیں اور توبہ استغفار کریں تاکہ اس محفل میں ہونے والی کمی کوتاہیاں اللہ معاف کر دے۔

4۔ دعوت میں شرکت

انسان اور مشین میں ایک بات مشترک ہے کہ مشین بغیر تیل کے اور انسان بغیر خوارک کے بالکل بیکار ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو طرح طرح کے رنگ برنگے کھانے اور ان کے ذائقے چکھنے کے لیے زبان سے نوازا ہے۔ انسان کھانے تو گھر میں بھی کھاتا ہے اور گھر سے باہر بھی لیکن گھر میں کھانے اور باہر کہیں دعوت میں کھانے کے انداز اور طریقے الگ الگ ہیں۔ اُن الگ الگ طریقوں میں فرق والدین ہی اولاد کو سکھاتے ہیں۔ اگر گھر سے باہر کہیں دعوت میں جائیں تو وہاں کھانا کھانے کے آداب گھر کی نسبت الگ ہیں۔ ان آداب میں سب سے پہلا ادب تو یہ ہے کہ جب بھی کوئی خلوص نیت سے بلائے تو اس کی دعوت کو قبول کیا جائے۔ دعوت کا مقصد محض یہ نہ ہو کہ پیٹ بھرنا ہے بلکہ دوسرا فرد جو بلا رہا ہے اس کے خلوص کو عزت دینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

'' قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا، فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا، فَلْيَطْعَمْ۔''[۸]

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دعوت کو قبول کیا جائے اگر روزہ ہو تو دعوت دینے والے کو دعا دیں اور اگر روزہ نہ ہو تو دعوت قبول کریں۔ کسی بھی مجبوری کے بغیر دعوت قبول کرنی چاہیے۔ مجبوری کی وہ حالتیں جن میں دعوت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بچوں کو بھی ان سے واقفیت دلانے کی اشد ضرورت ہے ان میں سب سے بڑی مجبوری تو یہ ہوتی ہے کہ جو کھانا دعوت میں دیا جانا ہے وہ حرام کھانا ہو یا جس پیسے سے وہ کھلا یا جا رہا ہو وہ پیسہ حرام کا ہو۔ اس صورت میں بھی دعوت میں جانا یا کھانا کھایا جانا حرام ہے۔ اس کے علاوہ وہ کھانا جس میں صرف مالدار لوگوں کو بلایا گیا ہو اور اس کا مقصد دکھاوا ہو تو بھی ایسے کھانے میں شرکت سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح وہاں جانے سے بھی گریز کرنا چاہیے جہاں سے دعوت نامہ نہ ملا ہو لیکن پیٹ بھرنے کی خاطر ان محافل میں شرکت کی جائے یعنی بن بلائے جایا جائے یہ طریقہ کار بھی غلط ہے۔

دعوت میں شرکت اور وہاں پہنچ کر بیٹھنے کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب دعوت میں بیٹھے ہوں تو بلاوجہ ادھر ادھر یا گھر میں آنے جانے والے راستوں کو نہ دیکھا جائے بلکہ نظروں کو ایک جگہ رکھا جائے۔ گھر میں موجود عورتیں گزریں تو ان کے راستے میں نہ بیٹھا جائے اور نہ ہی انہیں گھورا

Maarif-e Auliya
Research Journal
ISSN: (2311-6552)
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
Published:
November 16, 2025

جائے۔جب کھانا کھایا جائے تو اسے اللہ تعالٰی کا حکم سمجھ کر کھایا جائے اور اکیلے بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں بلکہ والدین، بہن بھائی یا جو دعوت میں آپ کے ساتھ شریک ہوں ان کے ساتھ مل کر کھایا جانا چاہیے کیونکہ اکھٹے مل کر کھانا کھانے میں ہی برکت ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ، قَالَ: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ ؟، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ۔"۹۔

جب صحابہ کرامؓ نے اپنی شکایت کھانے میں برکت کے حوالے سے کی تو آپ ﷺ نے انہیں یہی کہا کہ اللہ کا نام لے کر اور مل کر کھانا کھایا جائے تو اس میں برکت ہوتی ہے۔اکیلا کھانا کھانے سے وہ برکت میسر نہیں آتی جو مل کر ایک ہی برتن میں کھانے سے آتی ہے۔اکھٹے کھانے کے فوائد میں بچوں کو یہ بھی بتائیں کے اس سے زیادہ کھانا ضائع نہیں ہوتا اور سب برابر کا مل کر کھا بھی لیتے ہیں۔مل جل کر کھانے سے کھانے میں برکت کے ساتھ ساتھ باہمی محبت کا رشتہ بنتا ہے۔جب کھانے سے فارغ ہوں تو کھانا کھاتے ہی گھر کو نہیں چلے جانا چاہیے بلکہ جب کھانے سے فارغ ہوں تو میزبان کا انتظار کرنا چاہیے۔جب میزبان کی اجازت ہو تو اسے دعائیں دیں اور شکریہ ادا کر کے گھر کو واپس جانا چاہیے۔

5۔معاشرتی آداب

معاشرہ وہ جگہ ہے جہاں لوگوں کا گروہ مل جل کر رہتا ہے۔بعض معاشرے ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں ایک ہی جگہ پر رہنے والے افراد مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں اور مل جل کر رہتے ہیں۔ان کا رہنے کے علاوہ ہر کام ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ان میں عبادت کرنا، رسوم ورواج اور عادات و اطوار شامل ہیں۔ہم مسلمان ہیں اور ہم اسلامی معاشرہ کا حصہ ہیں تو اسی وجہ سے گھر میں بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے۔جب بچہ گھر سے باہر نکلتا ہے تو وہ اسلامی معاشرہ میں قدم رکھتا ہے۔اگر معاشرہ باقاعدہ طور پر اسلامی اصولوں پر ہے تو بچے کی اصلاح اور نشو نما کا عمل جو باقی ہوتا ہے وہ بھی اسلامی آداب کو سامنے رکھ کر پروان چڑھتا ہے۔اسلامی معاشرہ کی وضاحت کرتے ہوئے عبدالستار قاسم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"بلاشبہ اسلامی معاشرت ایک عظیم معاشرت ہے۔معاشرہ کو برائیوں سے پاک کر کے امن و سلامتی والا بنانا اور معاشرہ کو اسلامی اصول وضوابط اور اوامر ونواہی کی بنیاد پر استوار کرنا حضرات انبیاء کرامؑ کا فرض منصبی ٹھہرا۔اس فرض منصبی کے حصول کے لیے معاشرہ کی اصلاح ہی اولین شرط قرار پائی۔یہ اصلاح عقائد کی ہو یا عبادات کی، معاملات کی ہو یا اخلاقیات کی، سیاسیات کی ہو یا کسی اور شعبہ زندگی کی۔"۱۰۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس سے مکمل طور پر واقفیت والدین بچوں کو دیں۔معاشرہ ہر طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں مختلف سوچوں کے حامل افراد کا قیام ہوتا ہے۔اس میں مذاہب کا فرق اور سوچ کے فرق کے ساتھ ساتھ فرقہ وارانہ تعصبات کی فضاء بھی قائم ہوتی ہے۔اُس صورت میں

بچوں کا ذہن والدین اس قدر پختہ رکھیں کہ بچے معاشرہ میں اپنی گھر سے لی گئی تعلیم وتربیت کو نہ بھولیں۔اگر انبیاء کرامؑ کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو وہ بھی توحید کے پیغام کے ساتھ ہی معاشرے کی اصلاح میں لگ جاتے تھے۔

والدین بچوں کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی فراہم کرتے ہیں۔ان علوم کے لیے انہیں مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں جا کر مختلف خیالات کے حامل افراد سے تعلقات رکھنے ہوتے ہیں جو کہ معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کے لیے ضروری ہیں۔اگر گھر میں دی گئی تربیت دین اسلام کے مطابق ہو گی تو بچے کبھی سیدھے راستہ سے بھٹک نہیں سکیں گے۔بچوں کی صحبت اور معاشرہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور دونوں کا بچوں کی تربیت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔اچھے معاشرتی ماحول اور صحیح صحبت کے ذریعے بچوں کو ایک بہتر انسان بنایا جا سکتا ہے جو نہ صرف ایک فرد کی حیثیت سے اچھا ہو بلکہ پورے معاشرے کے لیے مفید اور ذمہ دار شہری بنے۔والدین اور معاشرتی اداروں کا کردار بچوں کی صحیح تربیت میں بہت اہم ہے۔

اسلامی معاشرہ اور بچوں کی تربیت ایک مکمل اور متوازن نظام ہے جس میں بچوں کی جسمانی، روحانی، اخلاقی، اور معاشرتی نشو نما کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ والدین اور معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو ایک بہترین ماحول فراہم کریں تاکہ وہ نیک، بااخلاق اور معاشرتی طور پر ذمہ دار افراد بن سکیں۔اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی تربیت میں محبت، شفقت، علم اور اخلاق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

6۔ہمسائیوں سے تعلقات

ہمسائے گھر کے افراد کے بعد سب سے اہم ہیں۔بچہ ہوش سنبھالنے کے بعد گھر اور دیگر افراد کے ساتھ ساتھ ہمسائیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ہمسائیوں سے تعلق رکھنا ایک فطری عمل ہے کیونکہ گھر کے بعد سب سے نزدیک اور تعلق کے حساب سے مناسب اچھے ہمسائے ہی ہوتے ہیں۔ہمسائیوں سے اچھے تعلقات بچوں کی تربیت اور ان کے معاشرتی رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔بچے جب اپنے ہمسائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرتے ہیں تو یہ ان کے اخلاقی برتاؤ اور معاشرتی ذمہ داریوں کا شعور بڑھاتے ہیں۔والدین اس معاملہ میں ایک آہم اکائی ہیں وہ بچوں کو ہمسائیوں کے حقوق و فرائض سے واقفیت دلائیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں بچوں کو ہمسائیوں کی اہمیت سے روشناس کریں۔پڑوسی اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں ہمیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں موجود افراد کی طرح حسن سلوک کرنے کا حکم ملتا ہے۔اسی حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

" عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ ۔" ا لے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: November 16, 2025

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں پڑوسی کے حقوق کا واضح طور معلوم ہو رہا ہے کہ ایک عظیم فرشتہ کیسے آپ ﷺ کو بار بار ہمسائیوں سے حسن سلوک کی تعلیم دے رہا ہے۔اسلامی تعلیمات صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ تعلق کو بھی بیان کرتی ہیں کہ اگر پڑوسی مسلمان نہ ہو تو اس کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے۔ غیر مسلم بھی انسان ہوتے ہیں اور دین اسلام انسانیت کے ادب واحترام کا بھی حکم دیتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں غیر مسلم پڑوسیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن والدین کے ذمہ ہے کہ وہ بچوں کو غیر مسلم پڑوسیوں کے حقوق سے واقفیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیں تاکہ ان کی تربیت مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق ہو سکے۔اسی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةً، فَقَالَ: أَهْدَيْتُمْ لِجَارِي الْيَهُودِيِّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔"۲ا۔

یہ حدیث غیر مسلم ہمسائیوں کے ساتھ سلوک کی نسبت سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کھانا کھانے بیٹھے جس میں بکری کے گوشت کا سالن تھا ۔اسے آپ ﷺ نے تناول کرنے سے پہلے اپنے اصحابؓ سے دریافت کیا کہ یہ سالن میرے غیر مسلم ہمسائے تک بھی پہنچایا ہے یا نہیں اور مزید وضاحت فرمائی کہ ہمسائے کے اتنے زیادہ حقوق ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمسائیوں کو وراثت کی تقسیم میں حصہ دار نہ بنا دے۔اسی لیے دین اسلام ہمسائیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیتا ہے پھر چاہے وہ ہمسائے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں ہمیں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہنا چاہیے۔

فرامین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اخلاقیات سے بھی یہی سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنے ہمسائیوں کا ہر طرح سے خیال رکھنا چاہیے۔ چاہے ان کی مدد مالی ہو، جسمانی ہو یا اخلاقی ہو ہر طرح سے ان کے شریک کار رہنا چاہیے۔یہ وہ عمل ہیں جن سے معاشرے میں امن اور محبت کا فروغ ہوتا ہے۔ جب افرادِ معاشرہ ایک دوسرے کو باقاعدہ خاندان کی طرح عزت دی جائے گی تو اس سے معاشرہ میں امن وامان قائم ہو گا اور باقاعدہ اسلامی معاشرہ منظر عام پر آئے گا۔

7۔رشتہ داروں سے تعلق

گھر اور گھر سے باہر دونوں جگہ کچھ ایسے تعلقات یا شخصیات سے بچے کا واسطہ ہوتا ہے جسے سامنے رکھ کر بھی بچے کی تربیت کرنا والدین کے لیے اشد ضروری ہے۔گھر اور معاشرہ دونوں جگہ اہل خانہ اور رشتہ داروں سے بچہ مانوس بھی ہوتا ہے اور تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ان سے آزادانہ گفتگو کرتا ہے۔بچے کو گھر میں والدین اور بہن بھائیوں کے علاوہ کچھ ایسے رشتے نظر آتے ہیں جنہیں وہ دیکھتا اور پہچانتا ہے لیکن ان کے ساتھ جو تعلق ہوتا ہے اس سے واقفیت نہیں

Maarif-e Auliya
Research Journal
ISSN: (2311-6552)
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
Published:
November 16, 2025

رکھتا۔ گھر کے افراد ان لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق بچوں کو بتاتے ہیں اور ان سے مانوس کرتے ہیں۔ والدین کے لیے اُس وقت بہت ہی زیادہ سوچنے اور بچے کو سمجھانے کا عمل ہوتا ہے کہ بچہ ان اقرباء کی کن باتوں کی تقلید کرے اور کن باتوں سے اجتناب کرے۔ بچوں کی اسی تربیت کے حوالہ سے سراج الدین لکھتے ہیں کہ:

"والدین بچے کو بہترین گھرانا اور عمدہ ماحول فراہم کریں جن اعزہ واحباب کے اخلاق آپ کی نظر میں مشتبہ ہوں گھر کے پاکیزہ ماحول کو ان کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کیجیے۔ گھر کے ملازمین پر نظر رکھیں کہ بچے پر ان کی بداخلاقی کا کوئی اثر نہ پڑے۔"۱۳۔

اگر گھر میں ایسے رشتہ دار یا ملازم موجود ہوں جو بچوں کی تربیت میں بگاڑ کا باعث بنیں گے تو گھر اور باہر دونوں جگہ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ان سے دور رکھیں اور ان سے دور رہنے کی تنبیہ بھی کریں۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ بچہ ان افراد کی وجہ سے بُری عادتوں میں سے کوئی ایسی بُری عادت کر دے تو معاشرہ میں والدین اور بچہ دونوں کی بدنامی ہوتی ہے۔ اس میں والدین کی بدنامی بھی ہوگی اور ان کی تربیت پر بھی انگلی اٹھائی جائے گی۔ ایسا عمل معاشرہ میں والدین کے لیے بہت زیادہ ذلت کا باعث بنتا ہے۔ اگر والدین بچوں کی تربیت بہتر انداز سے کرنا چاہتے ہیں اور رشتے داروں سے تعلقات بھی بہتر رکھنا چاہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ بچوں کو اپنے زیرِ سایہ رکھیں۔ انہیں کسی بھی عزیز کے حوالے کرنے سے گریز کرنا ہی مسائل سے دور رہنا ہے۔

دین اسلام نے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کو بہتر رکھنے کا حکم دیا ہے اور رشتہ داروں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات ایسے رکھیں جن میں صلہ رحمی ہو۔ اگر صلہ رحمی نہ ہوگی تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوگا جو بہت سے مسائل کا باعث بنے گا۔ والدین بچوں کو رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنائے رکھنے کا درس دیں اور اس حوالہ سے قرآن و حدیث کی راہنمائی لے کر بچوں کے ذہنوں کو شفاف رکھیں۔ قرآن مجید میں رشتہ داروں سے تعلق بنانے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ٢١﴾۱۴۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر رشتہ داروں سے تعلقات کو بہتر بنائے رکھنے کا حکم دیا ہے نہ کہ توڑنے کا حکم دیا ہے۔ والدین اور بچوں کو اللہ تعالیٰ سے اور یومِ حساب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ وہی لوگ خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں جو یوم حساب کو سمجھتے ہیں۔ انہی خدا تعالیٰ

کے احکامات کو مدِ نظر رکھ کر بچوں کو رشتہ داروں سے تعلقات بنانے کی ترغیب دلائی جائے نا کہ بچوں کو ان سے دور رکھا جائے۔ جب بچہ معاشرہ میں کہیں کسی جگہ بیٹھا ہو تو اسے احساس ہو کہ جو اس کے آس پاس موجود ہیں ان سے اس کے کیا تعلقات ہیں۔

خلاصہ بحث

بچوں کی تربیت ایک نہایت نازک اور ہمہ گیر عمل ہے جو اُن کی فکری، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی نشوونما کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے تربیتِ اطفال کو محض گھریلو دائرے تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک ہمہ جہت فریضہ قرار دیا ہے جو بچے کی پوری زندگی پر محیط ہے۔ جب بچہ گھر سے باہر نکلتا ہے تو وہ مختلف معاشرتی اثرات، صحبتوں، میل جول، مجالس اور عوامی رویّوں سے متاثر ہوتا ہے۔ ایسے میں والدین کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بیرونِ خانہ تربیت کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کریں۔ اسلام اس امر کی تعلیم دیتا ہے کہ بچے کو بچپن سے ہی سچائی، عدل، عفت، تواضع، احترامِ بزرگ، شفقتِ صغیر، اور تعاون و ایثار جیسے اوصافِ حمیدہ کا عادی بنایا جائے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جہاں آپ ﷺ نے بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک، تربیتِ کردار، اور سماجی آداب سکھانے میں نہایت حکمت اور محبت کا پہلو نمایاں رکھا۔ اس لیے علماء کرام نے واضح کیا ہے کہ بچوں کو معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا والدین کا اولین فریضہ ہے تاکہ وہ بُرے اثرات سے محفوظ رہ کر صالح رفاقت اور متوازن رویّوں کے حامل بن سکیں۔ اچھے دوستوں کا انتخاب، اجتماعی سرگرمیوں میں اعتدال، بڑوں کے احترام اور چھوٹوں پر شفقت کا مظاہرہ یہ سب وہ عناصر ہیں جو ایک اسلامی معاشرے کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں۔ اگر والدین اس تربیتی پہلو کو نظرانداز کریں تو بچوں کی شخصیت میں عدمِ توازن، خودغرضی، اور سماجی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ نتیجتاً معاشرہ اپنی اخلاقی اور روحانی اساس سے محروم ہونے لگتا ہے۔ اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیرونِ خانہ آداب کی تربیت نہ صرف بچے کی انفرادی کردار سازی کے لیے ضروری ہے بلکہ معاشرتی امن، باہمی احترام، اور تعاون پر مبنی نظام کے قیام کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اسلامی تربیت کا مقصد ہی محض اخلاقی اصلاح نہیں بلکہ ایک صالح، معتدل اور پُرامن معاشرے کی تشکیل ہے جہاں ہر فرد اپنی ذمہ داریوں کا شعور رکھتا ہو اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرتا ہو۔

حوالہ جات

۱۔ندوی، سراج الدین، **بچوں کی تربیت کیسے کریں؟**،(لاہور: دارالابلاغ پبلشرز، نومبر 2001ء)،207۔
۲۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام ترمذی، **سنن الترمذی**،(بیروت: دارالتاصیل،2016ء)، کتاب: الزھد، باب: منہ، حدیث:2549،3:386۔
۳۔القرآن 13:43-14۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
ISSN: (2311-6552)
Vol-3 Issue-4 (October-December 2025)
Published:
November 16, 2025

۴۔ قاسمی، محمد رضی الرحمن، **اولاد کی تربیت، کوتاہیاں اور راہنما اصول**، (بھنگہ (بہار): ناشر مدرسہ حسینیہ در، 2020ء)، 85۔

۵۔ فاروقی، ارشاد احمد، مولانا، **بچوں کے اسلامی آداب**، (کراچی: مکتبہ السعید، جون 2010ء)، 185۔

۶۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، **آدابِ معاشرت**، (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2010ء)، 16۔

۷۔ امام ترمذی، **سنن الترمذی**، کتاب: الجمعة، باب: ماجاء في كراهية التخطي يوم الجمعة، حديث: 520، 1:577۔

۸۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، امام مسلم، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار التاصیل، 2017ء)، کتاب: النکاح، باب: الامر باجابة الداعی إلى دعوة، حدیث: 1453، 4:54۔

۹۔ السجستانی، سلیمان بن الاشعث، امام ابی داؤد، **سنن ابی داؤد**، (بیروت: دار التاصیل، 2015ء)، کتاب: الأطعمة، باب: في الاجتماع على الطعام، حديث: 3717، 6:80۔

۱۰۔ قاسم، عبد الستار، **اسلامی معاشرت**، (لاہور: مکتبہ دار الحدیث، مارچ 2004ء)، 11۔

۱۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، امام بخاری، **الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه**، (بیروت: دار التاصیل، 2012ء)، کتاب: الادب، باب: الوصاة بالجار، حدیث: 6019، 8:29۔

۱۲۔ امام ابی داؤد، **سنن ابی داؤد**، کتاب: النوم، باب: في حق الجوار، حديث: 5062، 7:519۔

۱۳۔ سراج الدین، **بچوں کی تربیت کیسے کریں؟**، 205-206۔

۱۴۔ القرآن 21: 13۔